مولانا محمد عبدالرشید نعمانی

کتب خانۂ مدرسہ عربیہ مظہر العلوم کراچی کے مخطوطات

یہ تحقیقی مقالہ جو گوناگوں معلومات پر مشتمل اور سینکڑوں و ہزاروں صفحات کے مطالعہ کا نچوڑ ہے، کئی سال قبل "مجلس علمیہ سندھ" میں پڑھا گیا تھا، اس میں مخطوطات پر تبصرہ کے علاوہ بہت سے علمی فوائد آگئے ہیں نیز دو صدی قبل کے سندھی علماء اور اس عہد کی تاریخی معلومات پر روشنی پڑتی ہے۔

مدرسہ عربیہ مظہر العلوم کراچی کا مشہور مدرسہ ہے جس نے اس گئے گزرے دور میں دین اور دینی تعلیم کی نشر و اشاعت کے سلسلہ میں اس دیار میں نمایاں حصہ لیا ہے۔ مدرسہ کا نصاب تعلیم تھوڑے تغیر کے ساتھ وہی درس نظامی کا مروجہ نصاب ہے۔ اس کی تاسیس ۱۳۰۱ھ میں مولانا عبداللہ صاحب مرحوم کے ہاتھوں عمل میں آئی، جب سے لے کر آج تک شہر کراچی میں یہی واحد دینی درسگاہ ہے جو طلبۂ علوم دینیہ کے لیے شمع فروزاں کا کام دیتی رہی ہے۔ مدرسہ کے موجودہ مہتمم مولانا مفتی محمد صادق صاحب دامت برکاتہم ایک سن رسیدہ بزرگ ہیں جو بانیٔ مدرسہ کے صاحبزادے اور شیخ الہند مولانا محمود حسن صاحب اسیر مالٹا رحمۃ اللہ علیہ کے تلامذہ میں

سے ہیں، مولانا نہایت ہی نیک دل، متواضع اور با اخلاق عالم ہیں جنھیں دیکھ کر پرانے بزرگوں کی یاد تازہ ہوتی ہے۔ مولانا کے عہد میں مدرسہ نے ترقی کی بہت سی منزلیں طے کی ہیں۔ ہماری دُعا ہے کہ حق تعالیٰ اس کو دن دونی، رات چوگنی ترقی عطا فرمائے۔

آج کل مسلمانوں نے دینی تعلیم اور مدارس عربیہ دینیہ کی طرف سے جو بے توجہی اختیار کر رکھی ہے، اس سے کھٹکا ہوتا ہے کہ خدانخواستہ کہیں لادینی کے موجودہ بے پناہ طوفان میں یہ دینی علوم کی ٹمٹماتی ہوئی شمعیں گل نہ ہو جائیں۔ فَاللّٰہُ خَیْرٌ حٰفِظًا وَّھُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ

مدرسہ میں سینکڑوں درسی کتابوں کے علاوہ جو کہ طلباء کے لیے مخصوص ہیں ایک اچھا خاصہ کتب خانہ بھی ہے جس میں مختلف علوم و فنون کی تقریباً چار ہزار کتابیں ہیں جو مسجد کی بالائی عمارت میں الماریوں کے اندر قرینے سے رکھی ہوئی ہیں۔ کتابوں کی فہرست فن وار حروف تہجی پہ ترتیب ہے۔ مخطوطات کی تعداد بہتّر ہے، جن میں سے قابل ذکر کتابوں کے متعلق تفصیلی معلومات ذیل میں پیش کی جاتی ہیں۔

ان کتابوں کا انتخاب یا تو ان کی ندرت کی بنا پر ہے مثلاً فرقۂ زیدیہ کی کتابیں اس دیار میں ناپید ہیں، یا اس لحاظ سے ہے کہ وہ کسی مشہور عالم کی نقل کردہ ہے یا اُس کے زیر مطالعہ رہ چکی ہے یا وہ خود مصنف کا اصل نسخہ ہے یا اس سے منقول ہے۔

(۱) التعلیقۃ علی الثلاثین المسئلۃ

تالیف الشیخ شمس الدین احمد بن الحسن الرصاص۔ بقلم احمد بن ابراہیم القداری۔ تقطیع متوسط۔ تعداد اوراق ۱۴۔ خط واضح۔ سنہ کتابت ۷۴۴ھ ہے۔ ذرا کرم خوردہ بھی ہے۔ یہ کتب خانہ کا سب سے قدیم مخطوطہ ہے۔

مصنف یمن کا کوئی زیدی عالم ہے، جس نے زیدیہ کے اصول عقائد میں مسائل کی شرح لکھی ہے۔ یہ مسائل تین قسم کے ہیں، دس توحید سے متعلق ہیں، دس عدل کے بارے میں ہیں اور دس میں وعد و وعید کا بیان ہے۔ مسائل علی الترتیب حسب ذیل ہیں:-

(۱) اس عالم کا ایک صانع ہے جس نے اس کو بنایا ہے اور مدبّر ہے جو اس کی تدبیر کرتا ہے۔

(۲) اللہ تعالیٰ قادر ہے۔

(۳) اللہ سبحانہ عالم ہے۔

(۴) اللہ تعالیٰ حی ہے۔

(۵) اللہ تعالیٰ سمیع و بصیر ہے۔

(۶) اللہ تعالیٰ قدیم ہے۔

(۷) اللہ تعالیٰ کسی شے کے مشابہ نہیں یا اللہ تعالیٰ کا کوئی رشتہ نہیں۔

(۸) اللہ تعالیٰ غنی ہے۔

(۹) اللہ تعالیٰ کا نہ دنیا میں آنکھوں سے دیدار ہوسکتا ہے اور نہ آخرت میں ہوگا۔

(۱۰) اللہ تعالیٰ واحد ہے، نہ قدم کا کوئی اس کا شریک ہے نہ الوہیت میں۔

(۱۱) اللہ تعالیٰ عادل اور حکیم ہے، اس کے افعال میں ظلم نہیں ہے، نہ وہ عبث ہیں۔ ان میں سفاہت یا اور کسی قسم کی برائی نہیں ہے۔

(۱۲) بندوں کے اچھے برے افعال بندوں ہی کی طرف سے ہوتے ہیں، اللہ تعالیٰ کی طرف سے نہیں۔

(۱۳) یہ کہنا جائز نہیں کہ معاصی قضا و قدر الٰہی سے ظہور پذیر ہوتے ہیں۔

(۱۴) اللہ تعالیٰ بندوں کو تکلیف مالا یطاق نہیں دیتا۔

(۱۵) اللہ تعالیٰ بغیر عمل کے کسی کو ثواب نہیں دیتا اور بغیر گناہ کے کسی کو عذاب نہیں کرتا۔

(۱۶) اللہ تعالیٰ ظلم کا ارادہ نہیں کرتا۔ کفر سے راضی نہیں اور فساد کو پسند نہیں کرتا۔

(۱۷) جو نقصانات اور مصیبتیں بچوں، حیوانوں، نیز ان لوگوں پر نازل ہوتی ہیں جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے آزمائش میں ڈالے جاتے ہیں، ان کا بدلہ ملنا نیز ان سے عبرت حاصل ہونا ضروری ہے۔

(۱۸) یہ قرآن اللہ تعالیٰ کا کلام ہے۔

(۱۹) قرآن جو کلام اللہ ہے مخلوق ہے۔

(۲۰) محمد صلی اللہ علیہ وسلم نبی صادق ہیں۔

(۲۱) جن مؤمنین سے اللہ تعالیٰ نے جنت کا وعدہ کیا ہے ان میں سے جو کوئی تائب ہو کر مرے گا اور کسی کبیرہ پر اس کا اصرار نہ ہوگا وہ جنت میں داخل ہوگا اور اس میں ہمیشہ ہمیشہ رہے گا۔

(۲۲) جن کفار سے اللہ تعالیٰ نے دوزخ کی وعید فرمائی ہے، ان میں سے جو کوئی اپنے کفر پر مُصر ہو کر اس سے توبہ کیے بغیر مرے گا وہ آگ میں جائے گا اور اس میں ہمیشہ ہمیشہ رہے گا۔

(۲۳) جن فسّاق سے اللہ تعالیٰ نے دوزخ کی وعید فرمائی ہے ان میں سے جو کوئی اپنے فسق پر مُصر ہوگا اور بغیر توبہ کیے مرے گا وہ دوزخ میں جائے گا اور ہمیشہ ہمیشہ اس میں رہے گا۔

(۲۴) اس امت میں جو لوگ کبیرہ گناہوں کے مرتکب ہیں، وہ فسّاق و فجار سے موسوم ہیں، نہ وہ مؤمنین کہلائیں گے، نہ منافقین اور نہ کفار۔

(۲۵) نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت مستحق نار کفار و فساق کے حق میں نہ ہوگی، صرف مؤمنین کے حق میں ہوگی، جس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عزّت افزائی فرمائے گا۔

(۲۶) امر بالمعروف اور نہی عن المنکر دونوں جب کہ ان کی شرطیں مکمل طور پر موجود ہوں بقدر طاقت و امکان واجب ہیں۔

(۲۷) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد امیر المؤمنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام امام بلافصل ہیں۔

(۲۸) و (۲۹) امام حسن اور امام حسین علیہما السلام اپنے باپ کے بعد یکے بعد دیگرے امام ہیں۔

(۳۰) حسن و حسین علیہما السلام کے بعد ان دونوں کی اولاد میں سے جس نے بھی اٹھ کر امامت کا دعوٰی کیا اور صفاتِ امامت کا جامع ہوا امامت اسی کی ہے۔ امامت

کی دوازدہ صفات حسبِ ذیل ہیں :-

(۱) علم (۲) ورع (۳) فضل (۴) شجاعت (۵) سخاوت (۶) قوتِ تدابیرِ امور (۷) مرد ہونا (۸) بالغ ہونا (۹) عاقل ہونا (۱۰) آزاد ہونا (۱۱) حسنینؓ کی اولاد میں سے ہونا (۱۲) اس سے پہلے کسی امام کی دعوت کا قبول نہ کیا جانا۔

یہ وہ تینتیس ۳۳ مسائل ہیں جو زیدیہ کے امہات عقائد ہیں، جن کی بنا پر وہ مسلمانوں کے دوسرے فرقوں سے جدا اور ممیز نظر آتے ہیں۔ یہ عقائد تمام تر معتزلہ سے ماخوذ ہیں، چنانچہ مصنف نے کتاب میں جابجا ابو علی جبائی، ابو ہاشم، جاحظ، ابو القاسم بلخی وغیرہ علماء معتزلہ کے اقوال کو بیان کیا ہے اور ان کا نام نہایت عظمت سے لیا ہے۔ کہیں علماء اہل اصول الدین کے شاندار الفاظ ان کے لیے استعمال کیے ہیں اور کہیں ان کو اصحاب المعارف کا لقب دیا ہے، کتاب میں دلائل کا بیان سرسری ہے۔ تاہم زیدی عقائد سے واقفیت کے لیے اچھا خاصا رسالہ ہے۔ اخیر میں کاتب کی طرف سے یہ عبارت تحریر ہے :-

تمت التعلیقة المبارکة بحمد الله ومنه وتوفیقه فله الحمد کثیرا بکرة واصیلا وافق الفراغ منها یوم تاسع وعشرین من شهر ذی القعدة الحرام الذی هو من شهور سنة ۱۰۴۲ من الهجرة النبویة علی صاحبها افضل الصلوٰة والتسلیم، بخط الفقیر الخائف من عذاب الله الباری احمد بن ابراهیم بن محمد القداری غفر الله له ولوالده وللمسلمین ولمن قال آمین۔

(۲) شرح التکملة للاحکام والتصفیة من بواطن الآثام

تصنیف جمال الدین علی بن زید۔ تقطیع متوسط، تعدادِ اوراق ۲۵۔ کرم خوردہ ہے اور التعلیقة علی الثلاثین ہی کے ساتھ مجلد ہے اور اسی کاتب کے قلم کی لکھی ہوئی ہے۔ التکملة للاحکام فنِ اخلاق کا متن ہے اور یہ کتاب اس کی شرح ہے۔ ماتن اور شارح دونوں یمن کے زیدی ہیں۔ شارح نے جابجا ائمۂ زیدیہ کے اقوال سے استناد کیا ہے اور حدیثیں سب

بلا سند بیان کی ہیں۔ ماتن کی کتاب کی ابتدا اس طرح کی ہے :-

اعلم ان الفقه الاصطلاحی هو العلم بالاحکام الشرعیة العملیة المستدل علی اعیانها بحیث لا یعلم ضرورة لکل احد من الناس وانما تکلم المصنفون فی الفروع منه علی احکام افعال الجوارح دون افعال القلوب وقد جعل الله محرماتها شطرا حیث قال وذروا ظاهر الاثم وباطنه فوجب ان یجعل لها فی ابواب علم الحلال بابا یتضمن تفصیلها بحقائقها وتفریعاتها وهذا الباب اهم من غیره اذ لا یعری مکلف بالشرعیات عن التکلیف به -

اس کے بعد لکھا ہے کہ شریعت میں قلب کے جن افعال کی حرمت بیان کی گئی ہے وہ سترہ ہیں، پھر بالتفصیل ہر ایک کو علیحدہ علیحدہ فصل میں بیان کیا ہے۔ یہ سترہ ۱۷ افعال ممنوعہ حسب ذیل ہیں :-

(۱) کبر (۲) عجب (۳) ریا (۴) فخر و مباہات (۵) مکاثرت یعنی مال و زر کی کثرت میں مقابلہ (۶) حسد (۷) بغض و کینہ (۸) سوء ظن (۹) موالات و معادات لغیر اللہ یعنی دنیا کے لیے دوستی اور دشمنی (۱۰) بیجا حمیت (۱۱) مداہنت یعنی دینی امور کے بارے میں بیجا نرمی (۱۲) حب دنیا (۱۳) بزدلی (۱۴) بخل (۱۵) اسراف (۱۶) اترانا (۱۷) جزع و فزع

خاتمے پر کاتب کی یہ عبارت ہے :-

و کان الفراغ من رقمه وقت العصر یوم الثلاث یوم ۲ و ۲ فی شهر الحجة الحرام الذی هو من شهور ۱۰۴۲ من الهجرة النبویة علی صاحبها افضل الصلوات والتسلیم بخط العبد الفقیر الخائف من عذاب الباری احمد بن ابراهیم بن محمد بن حسن القادری غفر الله له ولاخوانه المؤمنین ولجمیع المسلمین ولمن قال امین۔

(۳) الارشاد الیٰ نجاة العباد

تالیف فخرالدین عبداللہ بن زید - تعداد اوراق ۲۲۷ - تقطیع متوسط - نہایت ہی کرم خوردہ ہے - التعلیقہ کے ساتھ مجلد ہے اور اسی کاتب کی لکھی ہوئی ہے -

یہ کتاب اخلاق، عقائد اور فقہ سب پر جامع ہے - اور مصنف یمن کا زیدی عالم ہے کتاب کی ابتداء ان الفاظ سے کی ہے :-

اللّٰھم انی معترف لك بالعبودیة ولمن سواك بالعبودیة الخ

آگے چل کر دیباچے میں لکھتے ہیں :-

اعلم ایھا الطالب ان نجاة العبد انما یحصل بطاعته لسیده وانقیاده لمولاه فی امره ونھیه فاذالنجاة انما تحصل بامرین : احدھما الانقیاد للاوامر الالٰھیة علیٰ حسب ما اقتضته والثانی الانقیاد للنواھی الالٰھیة علیٰ حسب ما تضمنته -

پھر موضوع کتاب بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں :-

فلھذا ینبغی ان یقع الارشاد الی ما یصلح ان تعاشر به العباد فھما قسمان قسم المعاشرة مع الخالق وقسم المعاشرة مع المخلوق وان کان یرجع الی باب المعاشرة مع الخالق ولکن باعتبار الانقیاد له فی جمیع المراد فلنقسم ذلك ثلاثة اقسام قسم اول وھو تھذیب النفس بترك المناھی علی الجملة وقسم ثان وھو تھذیب النفس بالطاعة للّٰه تعالیٰ فی المعاشرة من خلقه وقسم ثالث وھو تھذیب النفس بالخضوع للّٰه تعالیٰ فی جمیع اوامره -

پھر قسم اول پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں :-

اعلم ان تھذیب النفس وتطھیرھا لا یحصل الا بترك

المعاصی والمعاصی انما تقع بالجوارح الظاهرة سبعة و
هی العین والاذن واللسان والید والبطن والفرج والرجل
فهذه الاعضاء هی التی یحدث منها الخیر والشر ولسببها
یقع النفع والضرر وعلیها قیم واحد وهو رئیسها وبسببه
تصدر افعالها وهو القلب فانه اذا صلح صلحت کلها و اذا
فسد فسدت باجمعها۔

پھر مصنف نے علی الترتیب ان اعضاء ہشتگانہ کے آفات و معاصی کو ۲۳ اوراق میں تفصیل وار بیان کیا ہے۔ یہ قسم ذمائم اخلاق کے بیان پر مشتمل ہے اور دوسری قسم یعنی تہذیب النفس بحسن الخلق مع المخلوق میں محاسن اخلاق اور حسن معاشرت کا تفصیلی بیان ہے اور قسم ثالث یعنی تہذیب النفس بالخضوع للہ تعالیٰ میں اوامر و عبادات کو تفصیل سے پیش کیا ہے۔ چنانچہ قسم ثالث کے موضوع بحث کو بیان کرتے ہوئے تحریر ہے :۔

فاعلم ان اصول التکلیف خمسة احدها التقرب الی اللہ
تعالیٰ بمعرفتہ وتوحیدہ وعدلہ وثانیها التقرب الیہ بالصلوٰة
وثالثها التقرب الیہ بالزکوٰة ورابعها التقرب الیہ بالصیام
وخامسها التقرب الیہ بالحج۔

پہلے اصول یعنی التقرب الی اللہ بمعرفتہ وتوحیدہ وعدلہ کے سلسلہ میں عقائد کا تفصیلی بیان ہے۔ کتاب کے اخیر میں ایک فصل اہل بیت کے ذکر میں ہے، جس میں ائمہ زیدیہ کی امامت کا ثبوت ہے۔

اس کتاب کے مطالعے سے پتہ چلتا ہے کہ یہ "زیدیہ" کی احیاء العلوم ہے۔ یہ کتاب ۶۳۲ھ کی تالیف ہے۔ خاتمہ میں مصنف نے تصریح کی ہے :۔

فرغت من هذا التصنیف یوم الجمعة أخر جمعة
ربیع الآخر من شهور سنة ۶۳۲ اثنتین وثلاثین وستمائة
والحمد للہ وصلی اللہ علی محمد وآلہ وسلم

کاتب نے تاریخ کتابت یہ درج کی ہے :-

فرغت من هذه النسخة المباركة ضحوة يوم الاحد وهو اليوم الخامس والعشرون من شهر جمادى الاولىٰ الذى هو من شهور سنة ۱۰۴۳ من الهجرة النبوية علىٰ صاحبها افضل الصلوات والتسليم بخط العبد الفقير الى كرم المليك الغنى القدير وعفوه المرجو من كل صغير وكبير احمد بن ابراهيم بن محمد القدارى وفقه الله لحسن الخاتمة -

جیساکہ ابھی عرض کیا گیا، یہ تینوں کتابیں ایک ساتھ مجلد ہیں اور ایک ہی کاتب کے قلم کی لکھی ہوئی ہیں، اس نسخہ کی خصوصیت یہ ہے کہ یمن کے شاہی خاندان کے ارکان نیز اکابر علماء زیدیہ کے مطالعہ اور ملکیت میں رہ چکا ہے -

سرورق پر دو تحریریں ہیں :-

(۱) الحمد لله رب العٰلمين فى تولية العبد الفقير الى الله المتوكل على الله رب العٰلمين القسم بن الحسين بن امير المؤمنين وفقه الله وتولاه بمعونة وشمله رضوانه بحق محمد وآله وصلى الله على سيدنا محمّد وآله وسلم -

(۲) فى ملك العبد الفقير الى الله تعالى الغنى به عمن سواه احمد بن على بن احمد بن محمد بن عز الدين بن على السلعى لطف الله به آمين -

اسی طرح اخیر پر بھی کچھ علماء کے دستخط ہیں مگر وہ اچھی طرح پڑھنے میں نہیں آئے -

(۴) هداية المريد لجوهرة التوحيد المعروف بشرح الجوهرة الصغير

از علامہ برہان الدین ابراہیم بن ابراہیم اللقانی المالکی المتوفی ۱۰۴۱ھ تقطیع خورد -

تعداد اوراق ۲۶۰ - دو ورق (۴ و ۵) بیچ سے غائب ہیں۔ خط نہایت پختہ، صاف اور واضح ہے۔ پوری کتاب میں کہیں قلم نہیں بدلا ہے۔ کتابت ۲۷ر محرم ۱۰۸۶ھ کو تمام ہوئی۔

مصنف مصر کے مشہور محدث اور اکابر علماء میں سے ہیں، شیخ عبدالوہاب شعرانی کے شاگرد ہیں۔ جوھرۃ التوحید علم عقائد وکلام میں علامہ موصوف کا مشہور عام اور مقبول عام منظومہ ہے۔ علامہ نے خود ہی بمصداق ع

تصنیف را مصنف نیکو کند بیاں

اس منظومہ پر تین شرحیں لکھیں ہیں :- کبیر، متوسط اور صغیر۔ شرح کبیر کا نام عمدۃ المرید ہے۔ شرح متوسط جو کبیر کی تلخیص ہے۔ تلخیص التجرید لعمدۃ المرید سے موسوم ہے، یہ شیخ قاضی زادہ کے لیے تالیف کی گئی تھی اور پیش نظر کتاب ہدایۃ المرید تیسری شرح ہے جو صغیر کہلاتی ہے۔

جوہرۃ التوحید کا پہلا شعر یہ ہے ؎

الحمد للہ علی صلاتہ ثم سلام اللہ مع صلاتہ

ہدایۃ المرید کی ابتدا اس طرح ہوتی ہے :-

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم وبہ نستعین وصلی اللہ
علی نبیہ صاحب الخلق العظیم والدین القویم والمنھج
المستقیم وعلی آلہ وصحبہ اھل المحبۃ العظیم۔

ملا کاتب چلپی مصطفیٰ بن عبداللہ معروف بحاجی خلیفہ المتوفی ۱۰۶۷ھ نے اپنی مشہور تصنیف کشف الظنون عن اسامی الکتب والفنون میں لکھا ہے کہ تلخیص التجرید کی تصنیف سے مصنف کو محرم ۱۰۳۵ھ کو فراغت حاصل ہوئی مگر ہدایۃ المرید کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ تلخیص التجرید، ہدایۃ المرید سے پہلے کی تصنیف ہے۔ دیباچہ میں رقمطراز ہیں :-

اَمّا بعدُ فان افضل العلوم علم دین اللہ وشرائعہ

فان بہ حفظ الایمان والاسلام الذین هما من اجل
ودائعہ وافضلہ علم العقائد الدینیۃ فان بہ یهتدی
المکلف الی المسالک السنیۃ وقد وضعت فیہ منظومتی
المسماۃ بجوهرة التوحید وشرحتها قبل هذا شرحین
جلیلین احدهما عمدة المرید وثانیهما تلخیص التجرید
ثم ادرکتنی رحمۃ الضعاف فثنی عنان القلم الیهم حب
الاسعاف حین طلب منی جماعۃ من الاخوان وجملۃ من
الخلان شرحا لها لایکون قاصرا عن افادة القاصرین
خالیا عن الاسهاب والاطناب وعما یصعب فهمہ من
الایجاز عن المبتدین وغیر الممارسین لیعم نفعہ
العباد ویتفرغ لہ العباد ویتعاطاه الحضری والباد
فاجبتهم الی ذلک واثقا باقدار الکریم المالک بهدایۃ المرید
لجوهرة التوحید واللہ اسئل ان ینفع بہ العباد وان یملا
بہ الاقطار والبلاد الخ

اور ہدایۃ المرید کی تصنیف کا سال فراغت خود مصنف نے ۱۰۱۹ھ بیان کیا ہے۔

یہ شرح اگرچہ صغیر کہلاتی ہے مگر درحقیقت جن محققانہ مباحث کی حامل ہے اس اعتبار سے اس کو اگر کبیر کہا جائے تو بجا ہے، کتاب کے ہر صفحہ سے مصنف کی جلالتِ علمی اور شانِ تبحر نمایاں ہے۔

اس نسخہ کی خصوصیت یہ ہے کہ مصنف کے نسخہ سے منقول ہے، اس کا ناقل بھی کوئی بڑا عالم معلوم ہوتا ہے۔ نسخہ صحت کے اعتبار سے بے مثال ہے۔ خاتمہ میں منقول ہے :-

هذا اخر ما فی نسخۃ المؤلف رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ
واسکنہ فرادیس الجنان بعون اللہ الرحیم الرحمٰن ووجد فیها
کان الفراغ من جمعها غرة شهر صفر الخیر ثانی شهور تسع وعشر

والف وفیہ علقہ جامعہ الحقیر ابراھیم اللقانی المالکی
بیدہ الفانیۃ وفکرتہ الفاترۃ الوانیۃ یرجومن اللہ قبولہ
والی اعالی الدرجات وصولہ انتھی، وعلقہ بیدہ الفانیۃ
افقرالعباد لربہ واحوجھم الیہ محمد بن الحاج حسن بن
علی العاصمی بلد الشافعی مذھبا وکان الفراغ من نسخہ یوم
الثلاث المبارك سابع عشرین المحرم من شھور سنۃ ۱۰۸۶ھ
ست وثمانین والف من الھجرۃ النبویۃ علی صاحبھا افضل
الصلاۃ والسلام۔

اس نسخہ کی دوسری خصوصیت یہ ہے کہ علامہ مخدوم محمد ہاشم ٹھٹوی علیہ الرحمۃ کے خاندان کی تولیت میں وقف چلا آیا ہے، چنانچہ موصوف کے ہر دو صاحبزادگان مخدوم عبدالرحمٰن اور مخدوم عبداللطیف کے اس پر دستخط ثبت ہیں اور مخدوم محمد ابراہیم بن مخدوم عبداللطیف کی اس پر مہر ثبت ہے جو اب مٹ جانے کے سبب پڑھی نہیں جاتی۔ چنانچہ سرورق پر تحریر ہے:-

"ثانی الحال بشراء صحیحہ شرعیہ ہدیہ علی (اس کے بعد ورق کا حاشیہ کٹ گیا ہے اس لیے کچھ پتہ نہیں چلتا کیا لفظ ہے) وقف کردہ شد الفقیر عبدالرحمٰن" حررہ الفقیر عبداللطیف

"وتولیتھما کان لھما فلما توفی المخدوم عبدالرحمٰن المرحوم تضرد بولایتہ الی المخدوم عبداللطیف المرحوم وھو ولاتی ہذاالکتاب (اس کے بعد مہر کا نشان ہے"

۵۔ مُطوّل

از علامہ سعدالدین مسعود بن عمر التفتازانی المتوفی ۷۹۲ھ۔ تقطیع کلاں۔ تعدادِ اوراق ۲۳۰۔ سنہ کتابت ۱۰۹۰ھ

یہ علمِ بلاغت کی مشہورِ عام معرکۃ الآراء کتاب ہے جو مصنف کے عہد سے لے کر آج تک

داخلِ درس ہے۔ اس نسخہ کی خصوصیت یہ ہے کہ پوری کتاب مخدوم عنایت اللہ بن فضل اللہ المتوفی ۱۱۲۰ھ کے قلم کی لکھی ہوئی ہے، جو مخدوم ملا معین ٹھٹوی صاحب دراسات اللبیب کے استاذ ہیں، مخدوم عنایت اللہ کا خاندان علم و فضل کا خاندان ہے۔ ان کا سلسلہ نسب تیرہ واسطوں سے حضرت مخدوم بہاؤ الدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ علیہ سے مل جاتا ہے۔ میر علی شیر قانع نے تحفۃ الکرام میں ان کا تذکرہ کیا ہے۔ کتاب کا پہلا ورق کسی اور کے ہاتھ کا لکھا ہوا ہے۔ اس نسخہ پر بکثرت حواشی ہیں جن کا بیشتر حصہ مطول کے دوسرے مشہور حواشی سے التقاط کرکے لکھا گیا ہے، ان حواشی کا بڑا حصہ بھی موصوف ہی کے قلم کا لکھا ہوا ہے۔ آخیر ورق پر مخدوم ابراہیم کا اپنا حاشیہ لکھا ہوا ہے جس سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ یہ نسخہ مخدوم محمد ہاشم کے خاندان کے مطالعہ میں رہ چکا ہے۔

خاتمہ پر یہ عبارت مرقوم ہے :۔

تمّ تحریر الکتاب المسمی بالمطول بید الفقیر الحقیر عنایت اللہ ولد فضل اللہ بعنایۃ اللہ تعالیٰ وکرمہ وحسن توفیقہ وقت الضحوۃ من یوم الخمیس الرابع من الشهر المبارك شهر شعبان المعظم فی سلك شهور سنۃ ۱۰۹۰ھ تسعین والف من الهجرۃ المبارکۃ المصطفویۃ صلی اللہ علی صاحبها ما دام الدهر باقیاً وعلیٰ اٰلہ واصحابہ مادام الفلك دائراً اللّٰهم اغفر لکاتبہ ولاساتذتہ واٰبائہ بحرمۃ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وعلیٰ اٰلہ واصحابہ وسلم. اٰمین

(۶) التوضیح فی حل غوامض التنقیح

از علامہ فقیہ عبیداللہ بن مسعود بن تاج الشریعہ المتوفی ۷۴۷ھ۔ تقطیع خورد۔ تعداد اوراق - نہایت خوشخط ہے۔ ۱۱۵۳ھ میں اس کی کتابت ہوئی ہے۔

یہ اصول فقہ کی مشہور و معروف کتاب ہے۔ اس نسخہ کی خصوصیت یہ ہے کہ مخدوم ابراہیم کے زیر مطالعہ رہ چکا ہے اور تیسرے ورق پر مخدوم موصوف کے ہاتھ کا اپنا لکھا ہوا

حاشیہ بھی موجود ہے۔ اس نسخہ پر جابجا مخدوم رحمت اللہ سندھی اور مخدوم عبدالرزاق اور مخدوم وجیہ الدین علوی گجراتی اور نور اللہ کی شروح سے التقاط کرکے حواشی درج کیے گئے ہیں۔

۷۔ جامع الفصولین

از علامہ فقیہ بدرالدین محمود بن اسرائیل الشہیر بقاضی سماونہ المتوفی ۸۱۸ھ۔ تقطیع متوسط۔ تعداد اوراق ۲۶۷۔ کتابت واضح اور صاف، خط نستعلیق ہے۔ سنہ کتابت درج نہیں ہے۔

سماونہ بلاد روم کا ایک قلعہ ہے، جہاں مصنف کی ولادت ہوئی تھی، ان کے والد اس زمانے میں وہاں قاضی تھے، کتاب مذکور فصول محمد بن محمود الاستروشنی المتوفی ۶۳۲ھ اور فصول عماد الدین دونوں کی جامع ہے اور فقہ صرف معاملات سے مخصوص ہے۔ فصل خصومات ودعاوی کا بیان اس کا موضوع ہے، تصنیف اور مصنف دونوں مشہور ومعتبر ہیں اور کتاب فقہاء میں دائر اور سائر ہے۔ نسخہ قدیم معلوم ہوتا ہے اور اہلِ علم کے مطالعہ میں رہ چکا ہے۔ اخیر میں لطف اللہ کی مہر ہے، جس کا سنہ ۱۱۹۴ھ ہے۔ گو مخدوم ابراہیم کے دستخط موجود نہیں مگر میری رائے میں اس کے حواشی پر جو فوائد ثبت ہیں وہ مخدوم موصوف ہی کے قلم کے مرہونِ منت ہیں۔

(۸) خیر التجارب (فارسی)

از نواب خیر اندیش خاں۔ تقطیع متوسط۔ خط واضح اور صاف۔
یہ فن طب میں ہے۔ آخر کتاب میں مرقوم ہے:۔

"نسخہ خیر التجارب کہ نواب خیر اندیش خان فوجدار اتاوا و بریلی وغیرہ از جمیع طب ہا دارو ہائے بہ تجربہ رسانیدہ اسم کتاب را بدین نام موسوم ساختہ، راقم این کتاب الٰہی بخش متوطن کیرانہ ...... تحریر ساختہ بتاریخ پنجم شہر رجب شاہ عالم بہادر بادشاہ غازی۔"

۹۔ دیوانِ قتیل (فارسی)

تقطیع متوسط - خط واضح - کرم خوردہ - نہایت ہی سقیم حالت میں ہے - اول سے کچھ اوراق بھی غائب ہیں -

موجودہ نسخہ میں پہلی غزل کا مطلع یہ ہے :-

انگندہ بعارض زادار زلف دوتارا

آنی تو کہ برہم زدہ سلسلہ ہا را

اور دیوان کی آخری غزل کا مقطع یہ ہے :-

چو بر پائش قتیل افتاد فرمود

گزشتم زین سلام روستائی

(۱۰) فرہنگِ رشیدی (فارسی، لغت)

از مخدوم ملا عبدالرشید الحسینی التتوی

تقطیع خورد - تعدادِ اوراق ۲۰۴ - کتابت باریک اور نہایت ردی ہے - کرم خوردہ اور سقیم حالت میں ہے اور ورق ۱۶۰ سے ناقابلِ استعمال سی ہے - کتابت ۱۱۶۶ھ میں ہوئی ہے - تصنیف اور مصنف دونوں مشہور و معروف ہیں -

(۱۱) ذب ذبابات الدراسات عن المذاہب الاربعۃ المتناسبات

از علامہ مخدوم عبداللطیف بن علامہ مخدوم محمد ہاشم ٹھٹوی سندھی - تقطیع خورد - تعدادِ اوراق ۴۹۷ - خط واضح اور صاف - کتابت ۱۰ ربیع الاول ۱۲۹۰ھ کو تمام ہوئی -

یہ کتاب دراسات کے جواب میں لکھی گئی جو ملا معین سندی کی تصنیف ہے - مخدوم ملا معین ٹھٹوی سندی المتوفی ۱۱۶۱ھ [۵۱] مشہور عالم ہیں - آپ کچھ عجیب آزاد مشرب بزرگ ہیں

---

۵۱ محمد محسن ٹھٹوی نے مصرعۂ تاریخ کہا ہے ع معین دینِ احمد رفت صد حیف - میر علی شیر قانع نے تحفۃ الکرام اور مقالات الشعراء میں ان کا سنہ وفات یہی لکھا ہے - تحفۃ الکرام چھپ چکی ہے اور مقالات الشعراء کا قلمی نسخہ مولانا دین محمد وفائی مرحوم مدیر توحید کے یہاں نظر سے گزرا ہے - تکملہ و تذییل مقدمہ نصب الرایہ میں ان کا سنہ وفات ۱۱۸۰ھ مذکور ہے، صحیح نہیں ہے -

ایک طرف آپ اہل بیت کی محبت میں اس درجہ چُور ہیں کہ ماتم حسینؓ میں نوحہ زن وسینہ کوب ہیں، حضرت معاویہؓ کی تنقیص میں پیش پیش ہیں، مروان کو کافر سمجھتے ہیں، ابوطالب کے ایمان کے قائل ہیں، تفضیل کا معیار آپ کے یہاں بالکل الٹا :- حضرت علیؓ سب امت میں افضل ہیں، پھر حضرت عثمانؓ، پھر حضرت عمرؓ کا درجہ ہے اور ان خلفائے ثلاثہ کے بعد پھر حضرت ابوبکرؓ کا مرتبہ ہے، حضرت فاطمہؓ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متروکہ کا وارث مانتے ہیں۔ دوسری طرف وحدتِ وجود کے عارف ہیں اور قوالی کے ایسے رسیا کہ محفل سماع ہی میں جان بحق ہوگئے۔ ابن عربیؒ کے عاشق تھے اور ابن تیمیہؒ کے دشمن۔ اس پر طرہ یہ کہ عمل بالحدیث کے بہت زور شور سے داعی بھی ہیں اور تقلید مذاہبِ اربعہ کے منکر بھی۔ سچ ہے ؎

در کفے جامِ شریعت در کفے سندانِ عشق
ہر ہوس ناکے نداند جام وسندان باختن

دراسات اللبیب فی الاسوۃ الحسنۃ بالحبیب مخدوم موصوف کا شاہکار ہے، [illegible] اور ترک تقلید کی دعوت کا صور آپ نے اس بلند آہنگی اور دراز نفسی [illegible] کہ فقہاءِ عصر کے ایوانِ علم میں زلزلہ آگیا۔ بڑے بڑے لوگ ہل گئے۔ کتاب مذکور [illegible] بیان، انشاء، زورِ استدلال ہر اعتبار سے فائق اور مخدوم مذکور کی جلالتِ علمی پر شاہد عدل ہے۔

دراسات کا جواب ہر کسی کے بس کی بات نہ تھا۔ قدرت نے اس کے لیے پہلے ہی سے مخدوم محمد ہاشم کے خاندانِ علم کو انتخاب کرلیا تھا، چنانچہ ان کے بیٹے علامہ عبداللطیف اور علامہ عبداللطیف کے بیٹے علامہ ابراہیم نے اس کا بڑا مبسوط[۱] رد لکھا۔ مخدوم معین حدیث میں مخدوم محمد ہاشم کے شاگرد ہیں اور ان کے فیضِ علم سے بہرہ ور ہیں۔ خدا کی شان صاحبزادہ نے نامور شاگرد کے سارے طلسمِ استدلال کا تار پود بکھیر کر رکھ دیا اور

---

۵۱ علامہ ابراہیم کی تصنیف پر تبصرہ آگے آرہا ہے۔

ایسے لطیف پیرایہ جواب لکھا کہ معین بے یار و مددگار رہ گئے۔ ذب ذبابات اسی دراسات کا اس کے شایان شان جواب ہے۔ مخدوم عبداللطیف کی تحریر متین، پیرایۂ بیان نہایت سنجیدہ اور طرزِ استدلال محققانہ ہے۔

دونوں کتابوں کی خوبی دیکھنے سے تعلق رکھتی ہے۔ سندھ کا یہ علمی مباحثہ شیخ الاسلام تقی الدین سبکی اور امام ابن تیمیہ کے مباحثاتِ علمیہ اور شیخ ابن حجر عسقلانی اور علامہ بدرالدین عینی کے مناظرات حدیثیہ اور ان بزرگوں کے علمی دور کی یاد کو تازہ کر دیتا ہے۔

دراسات عرصہ ہوا کہ ۱۲۸۴ھ میں اہلِ حدیث حضرات نے لاہور میں تصحیح و تحشیہ کے اہتمام کے ساتھ طبع کرائی تھی جس سے اہل حدیث تحریک کے فروغ میں خاطر خواہ نفع ہوا مگر اب مدت ہوئی کہ نایاب ہوگئی ہے۔ مولانا عبیداللہ سندھی مرحوم نے "شاہ ولی اللہ اور ان کی سیاسی تحریک" میں حسرت سے بیان کیا ہے کہ

"کاش میرے پاس بھی اس کا کوئی نسخہ ہوتا، کراچی مدرسہ مظہرالعلوم میں کتاب موجود ہے۔"

اب مدرسۂ مذکور میں تو کتاب موجود نہیں لیکن الحمدللہ خاکسار کے پاس [illegible] نسخہ موجود ہے جو اتفاق سے جے پور میں دستیاب ہوگیا تھا، اس کا اچھا خاصہ حصہ کرم [illegible] کی نذر ہو چکا تھا، مگر خدا کا شکر ہے خاکسار نے دارالعلوم ندوۃ العلماء کے کتب خانہ سے اس کو نقل کر کے مکمل کر لیا۔ مولانا سندھی نے مخدوم محمد معین کو مخدوم محمد ہاشم اور ان کے صاحبزادہ عبداللہ کا[۵۱] استاد بتایا ہے[۵۲]۔ اور عبداللہ مذکور ہی کو ذب ذبابات کا مصنف بیان کیا ہے۔ لیکن یہ دونوں باتیں غلط ہیں۔ مخدوم محمد ہاشم کے صاحبزادے کا نام عبداللہ

---

۵۱ اسی طرح حضرت مولانا محمد یوسف صاحب بنوری نے بھی تکملہ و تذییل مقدمہ نصب الرایہ میں ملا معین کے متعلق لکھا ہے: "ومن کبار شیوخ الشیخ ھاشم" صفحہ ۴۹

۵۲ بعد کو مخدوم محمد ہاشم کا رسالہ کشف الغطاء مطالعہ میں آیا جو مخدوم معین کے رسالہ قرۃ العین کا جواب ہے اس میں مخدوم محمد ہاشم نے مصنفِ رسالہ کو اپنا شیخ بتایا ہے۔

نہیں عبداللطیف ہے اور ملا معین، مخدوم محمد ہاشم کے استاذ نہیں شاگرد ہیں، چنانچہ القسطاس المستقیم میں علامہ مخدوم ابراہیم نے دو جگہ اس کا ذکر کیا ہے۔

افسوس ہے کہ ذب ذبابات الدراسات ابھی تک زیور طبع سے آراستہ نہیں ہوئی اس کا ایک اور عمدہ صحیح اور نہایت خوشخط نسخہ خطیہ مولانا دین محمد صاحب وفائی مُدیر مجلہ توحید کے پاس بھی موجود ہے، جس کے چند اوراق اول و آخر سے غائب ہیں۔

(۱۲) القسطاس المستقیم عما وقع للفاضل المتبحر المخدوم محمد مُعین التسلیم من السقطات الوهیة والقول السقیم (جزء اول)

از مخدوم ابراہیم ٹھٹوی سندھی المتوفی ۱۲۱۸ھ۔ تقطیع کلاں۔ تعداد اوراق ۲۵۶۔ خط بہت معمولی، اس پر کتابت کی بہت بڑی غلطیاں ہیں۔ کتاب آخر سے ناقص ہے۔

کتاب کی ابتداء اس طرح ہوتی ہے :-

"سُبحانك یا من انت الحامد وانت المحمود وانت المحمود به وانت المحمود علیه صلّ وسلّم علٰی حبیبك الخ"

مخدوم ابراہیم، مخدوم عبداللطیف کے بیٹے اور مخدوم محمد ہاشم کے پوتے ہیں اور اپنے والد بزرگوار اور جدامجد کی طرح فاضل روزگار ہیں۔ آپ نے تصانیف کثیرہ یادگار چھوڑی ہیں۔ منڈئی ریاست کچھ میں جو پاکستان میں داخل نہیں ہے، آپ کی وفات ہوئی اور وہیں سپردِ خاک کیے گئے۔

القسطاس المستقیم جیسا کہ نام سے ظاہر ہے، فاضل مخدوم ملا محمد مُعین تسلیم کی تصانیف پر تفصیلی نقد ہے۔

مخدوم ابراہیم نے ملا معین کی جن تصانیف پر رد لکھا ہے وہ علی الترتیب حسب ذیل ہیں :-

(۱) قرۃ العین فی البکاء علی الامام حسین - اس میں ملا صاحب نے ماتم حسین رضی اللہ عنہ کا اثبات کیا ہے۔

(۲) ایک رسالہ ملا موصوف نے حدیث لا نورث ماترکنا صدقۃ کے بارے میں لکھا ہے۔ اس میں اہل سنت کے برخلاف صدقہ کے نصب کی تصحیح کا دعویٰ کیا ہے۔اور علامہ عبدالباقی زرقانی شارح مؤطا نے جو اس سلسلہ میں روافض کی تغلیط کی تھی، اس کی تردید کی ہے۔

(۳) مواہب سید البشر۔ یہ رسالہ مروان کی تکفیر اور ائمۂ اثنا عشر کی عصمت اور ان کی وصایت کے ثبوت میں ہے۔ نیز اس میں یہ بھی دعویٰ کیا ہے کہ انبیاءؑ کے بعد بالاستقلال صلوٰۃ و سلام ان ہی کے ساتھ مخصوص ہے اوروں کے لیے روا نہیں۔

(۴) الحجۃ الجلیۃ فی نقض الحکم بالافضلیۃ۔ یہ رسالہ جیساکہ نام سے ظاہر ہے، اہلِ سنت کے یہاں جو ترتیبِ تفضیل ہے اس کی تردید میں ہے۔ اس رسالہ کا حاصل یہ ہے کہ انبیاء کے بعد حضرت علیؓ افضل ہیں، پھر حضرت عثمانؓ پھر حضرت عمرؓ پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہم۔ موصوف نے اس میں دعویٰ کیا ہے کہ اہلِ سنت کے دلائل احاد المتن، ظنی الدلالۃ اور باہم متعارض ہیں اور بہ نسبت حضرت ابوبکرؓ کے حضرت علیؓ کی فضیلت کے دلائل زیادہ واضح اور قوی ہیں۔ نیز یہ کہ جو تفضیلِ شیخین کا قائل نہ ہو یا حضرت علیؓ کو شیخین پر فضیلت دے اس کو بدعتی کہنا جسارت ہے۔ اس میں یہ بھی الزام لگایا ہے کہ اہلِ سنت نے اہل بیتِ نبوت کا پاس احترام نہیں کیا جس کی وجہ سے ائمۂ اثنا عشر کے مذہب کا روئے زمین سے نام ونشان مٹ کر رہ گیا۔

(۵) ایک مستقل رسالہ، ابوطالب کے مسلمان ہونے کے ثبوت میں لکھا ہے۔

(۶) ایک رسالہ تناسخ کے متعلق ہے۔

(۷) دراسات اللبیب۔ جس کو بارہ دراسات پر مرتب کیا ہے۔

مخدوم ابراہیم نے جیساکہ سابق میں عرض کیا گیا، ان ساتوں کتابوں کا اسی ترتیب سے

ردلکھا ہے۔ اول کے چھ رسالوں کا رد ۲۶ ورق پر ختم ہوجاتا ہے، دراسات کا رد بڑا تفصیلی ہے جو اخیر کتاب تک چلتا ہے۔ پھر بھی ۲۲۱ ورق تک چار ہی دراسات کا جواب ہے۔ ورق ۲۲۱ پر پانچویں دراسہ کا جواب شروع ہوتا ہے، چونکہ ملا صاحب کے اس دراسہ میں شیخ اکبر ابن عربیؒ کے کلام کی تلخیص پیش کی ہے، اس لیے، ۲۲۱ سے لے کر آخر کتاب تک جو ۲۵۶ ورق پر تمام ہوتی ہے، ابن عربیؒ ہی کے کشوف و معارف اور ان کے مقبول و مردود ہونے کی بحث چلی گئی ہے اور اس میں حضرت مجدد الف ثانیؒ نے اپنے مبارک مکتوبات میں شیخ اکبرؒ کے علوم و معارف پر جو تعقیبات اور بحثیں کی ہیں، انھیں استقصاء کے ساتھ نقل کیا ہے۔ ابھی جلد سوم کے تیئیسویں (۲۳) مکتوب تک ہی پہنچے ہیں اور اقتباس ناقص ہی رہتا ہے کہ یہ نسخہ تمام ہوجاتا ہے۔ آگے خدا ہی کو معلوم کہ یہ کتاب مکمل بھی کہیں موجود ہے یا یوں ناقص و ناتمام رہ گئی ہے۔ بہرحال تمام تر محققانہ اور علمی مباحث پر مشتمل ہے۔ طرز بیان متین اور سنجیدہ ہے۔

(مسلسل)

الهام الرحمٰن فی تفسیر القرآن

من امالی

الاستاذ عبید الله السندیؒ

الجزء الثانی

قیمت:- آٹھ روپے

ملنے کا پتہ

شاہ ولی اللہ اکیڈمی۔صدر۔حیدرآباد۔سندھ